

کے زمانے میں تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے موطاً اُسی اور اُسے مجع کیا۔ اس کے مقابلے میں باقی جو تمین الہہ مذہب
نقہ ہیں، فاضل مترجم ان ائمہ کی طرف جو مسانید منسوب ہیں اُن کے باسے میں لکھتے ہیں کہ ڈوہہ امام خود ان
کی تصنیف میں شغول نہیں ہوئے، بلکہ دوسرے اشخاص نے جو ان کے بعد میں آئے ہیں، ان کی مرویات کو
جیج کر کے "مسند غلام" نام رکھ دیا ہے۔

الغرض اس لحاظ سے موطاً حدیث کے باقی سب مجموعوں سے ایک جداگانہ اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔
موطاً امام مالک کے بعد مسانید امام عطضم، مسندا امام شافعی اور مسندا امام احمد بن حنبل کا مختصر ا
بیان ہے، اس کے بعد کوئی اسی نظرے کے قریب احادیث کے مجموعوں اور ان کی بعض مشہور شرحوں کا ذکر
ہے۔ — دائرۃ الریاض کا نظر کتاب علم حدیث کے مطالعہ کے لئے بے حد فائدہ ہے، ناشروں
نے بڑا چھاکا کیا کہ اسے اب شائع کر دیا ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی ۲۵۰ برس پہلے وارالعلوم دیوبند کے مترم
استاد مولانا عبدالمیم صاحب نے ترجیح کی تھی۔

کتابت، طباعت اور صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ فتحamat بڑے سائز کے ۴۰۰ صفحات، کتاب
مجلد ہے، قیمت چھ روپے۔

داراشکوہ کے مذہبی عقائد یہ ایک مختصر سارسالہ ہے جس میں ڈاکٹر وحید قریشی
(مقدمہ نگار) کے الفاظ میں مصنف سید محمد اسلام شا
نے داراشکوہ کے اعمال سے زیادہ اُس کے عقائد کو موضع بحث بنایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک یہ
سوال بڑا لازم ہے کیونکہ اس کا سلسلہ مذہبی عقائد کی اس زنجیر سے جاتا ہے جس کے ایک مرے پر ابکار اور
دوسرے پر عالمگیر کھڑا ہے۔

اور اتفاق سے ہمیشہ کی طرح آج بھی عالمگیر کے مذہبی عقائد کے دل و جان سے حامی اکثر و بیشتر مسلمان
ہیں اور ابکار کے نئے نکھل دخیر کرنے والے شاذ و نادر ہی آپ کو ملیں گے اس لئے داراشکوہ جس کا زیادہ تر میلان
ابکار کی طرف تھا، عام طور سے مسلمانوں میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ لیکن اس کے باوجود جیسا کہ ڈاکٹر وحید قریشی
نے کہا ہے، داراشکوہ قادری مسند سے منسک تھا۔ ملا شاہ بدھی کے حلقة ارادت اور حضرت میامیر کے سلسلہ
لکھوں سے تعلق رکھنے کے علاوہ صاحب تصنیف بھی ہے۔ دارا کے عقائد کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے جہاں
محامی تاریخوں کی درحقیقتی نظر دی جائے، وہاں خود داراشکوہ کی کتابوں کا مطالعہ کریں اسیست رکھتا ہے۔

مصنف نے اس رسائے میں بجاۓ اس کے کہ بعد والوں نے دارالشکوہ کے بارے میں کیا لکھا ہے، اُس پر بھروسہ کرنے کے تقدیر مصادر پر اعتماد کیا ہے۔ اس لئے مقدمہ نگار کے الفاظ میں وہ اپنے مقصد میں خاصے کا میاب نظر آتے ہیں۔ مصنف نے دارالکتب ایک بعض کتابوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اُس کی کتاب مجمع البحرين کی بناء پر اُس پر کفر کا الزام لگایا گیا ہے۔ سیر المتأخرین کے مصنف کے نزدیک یہی کتاب دارالکتب کی قتل کی وجہ بنتی ہے۔ اس کتاب میں اسلامی تصوف اور ہندو چوگ میں جو باتیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں، انہیں بیان کیا گیا ہے۔ دارالنئے اپنے شدود کے ایک حصے کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا ہے جس کا نام سیرابکر رکھا۔ اس کے دیباچہ میں دارالنئے اپنے شدود کو پہلی آسمانی کتاب اور سحرِ توحید کا مرچخ شہر بتایا۔ اور کہا کہ اس میں قرآن مجید کے بعض آیات کی تفسیر ملتی ہے۔

مولانا شبیل نے عالم گیر پر کھٹتے ہوئے اس کتاب کے دیباچے کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دارالشکوہ بالکل ہندو بن گیا تھا۔ اور کچھ شعبہ نہیں کہ اگر وہ تخت شاہی پہنچن ہوتا تو اسلامی شعائر اور حصوصیات بالکل مت جاتے۔

سید محمد اسلام شاہ نے دارالپر عالم کردہ اس الام کی صفاتی پیش کی ہے اور بالکل صحیح لکھا ہے کہ اس قسم کے ہمسروں اور اتنی خیالات بہت سے مسلمان بزرگوں سے منقول ہیں۔ دارالکاتسواریہ تھا کہ وہ اس قسم کے خیالات رکھتے ہوئے جو عام طور سے اُس وقت جھوہ مسلمانوں کے خلاف تھے، ہندوستان کا تخت چاہتا تھا، اور اس میں اُس سے عالم گیر کا مقابلہ کرنا پڑتا، جو ان معاملات میں جبکہ کاہم نوا تھا۔ غرض اصل مشد صیاحی تھا، اور اس میں مذہب بطور ایک حربر کے کام آیا۔

دارالنئے وحدت الوجود کے ذریعہ اسلام اور ہندو ائمہ کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی کوشش کی۔ ایسا اقدام اُس زمانے میں بھی مسلمانوں کو ناپسند تھا۔ اور آج بھی ناپسند ہے۔ اگر دارالنئت کا دعوے دار نہ ہوتا، تو اُس کی ایسی باقتوں کو شکر پر محول کر دیا جاتا یا حاکم وقت اُس کی تحریکی سی سرزنش کر دیتا ہیں وہ عالم گیر کے مقابلے میں جس کی پشت پر مسلمانوں کا ایک طاقت و را و فعال طبقہ تھا، تخت کا طالب ہوا، اس لئے مارا گیا۔ ————— یہ ۱۰۰ صفحے کا رسالہ ہر سے سلیقے سے لکھا گی ہے لیکن افسوس ہے کہ اسے چھا پا چھا نہیں گی۔ اس میں کتابت کی بڑی غلطیاں ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

ناشر۔ سنگ میل ہلی کیشنر۔ چوک اردو بازار۔ لاہور
(م۔ س۔)